UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1222019

محمد شارق کی تحریرات کی روشنی میں ہندو دینیات کا علمی و تحقیقی جائزہ

An Analytical Study of Hindūism in the Writings of Muḥammad Shāriq

Maryam Noreen
Ph.D Research Scholar, Shahīd Benaẓīr Bhūttū Women, University Peshāwar, Pākistān
Email: mariyamphd6@gmail.com

Dr. Naseem Akhtar
Assistant Professor, Department of Islāmic Shahīd Benaẓīr Bhūttū Women, University Peshāwar, Pākistān
Email: khtr_nsm@yahoo.com
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1222019

Abstract:

Religion has always been playing a very important role in the lives of all humans since the very beginning of life. Historians believe that there has never been lack of divine guidance in any period of time ever since the existence of human race, but with the passage of time the teachings of Islām were perverted and different religions and civilizations came into existence, some of which diminished with time while others adopting their teachings according to the modern and changing conditions continued to exist. However, religious teachings have always dominated other forces in the world mainly because of visionary efforts and a continued chain of prophets. Apart from Islam other religions also had their influnce on the systems. The study of religions has always been a well-established tradition among the researchers and thinkers who have always focused on this aspect of learning which paved the way to producing books of immense scholastic quality. People in different parts of the world had been expressing their opinions about the teaching of religions. Religious teachings were also debated in our part of the world-the sub-continent-which is evident from the writings of Ḥāfiz Muḥammad Shariq in his book "ہندومت کا تفصیلی مطالعہ" which led to the opening of many gateways of research for knowledge seekers. In this article an analytical review of the special work of Muhammad Shariq on Hinduism is carried out.

Keywords: *Hindūmat ,Religion, Islām, beliefs, Qur'ān, Shāriq*

تمہید:

علمی شعبہ جات میں ابتداء ہی سے مطالعہ اَدیان نہایت ہی اہم شعبہ رہا ہے اور ہر دور میں لوگ مذہب کے مطالعے کی

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1222019

اہمیت سے واقف رہے ہیں۔

اس ضمن میں مسلمانوں کی علمی تاریخ کو اعزاز حاصل رہا ہے کہ دیگر ادیان کے مطالعے کی روایت کا آغاز مسلم اہل علم نے کیا اور اسے ترقی بھی دی۔[1] اس شعبہ کی ضرورت واہمیت کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہو جاتا ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے قرآن مجید کے موضوعات کو جن پانچ اقسام میں تقسیم کیا ہے، اس میں ایک علم" علم المخاصمہ" ہے جس میں مطالعہ ادیان بھی شامل ہے۔ قرآنی آیات میں سے جو آیات علم المخاصمہ کے ضمن میں آتی ہیں، ان آیات کے بیان کا مقصد یہی ہے کہ دین اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب کا مطالعہ کرکے فہم وفراست حاصل کی جائے۔ حق اور باطل کو پہچان کر سچائی کی راہ اپنائی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ[2]

ترجمہ): پکارو (بلاؤ) اپنے پروردگار کے (سیدھے) رستے کی طرف حکمت (یعنی علمی دلائل)

اور عمدہ نصیحت سے، اور (اگر بحث کی نوبت آجائے تو) اچھے طریقے سے بحث کرو۔

ہر دور میں انسان کے لیے تفہیم مذاہب محض ایک سرگرمی ہی نہیں بلکہ ایک روحانی ضرورت بھی رہی ہے۔ زمانہ قدیم سے عصر حاضر تک اہل دانش مذاہب وادیان کا مطالعہ کرتے آئے ہیں۔[3] ان اہل دانش حضرات کی صف میں ایک اہم نام "حافظ محمد شارق" کا ہے۔ ہندومت کے بارے میں ان کے منہج واسلوب اور آراء کا باقاعدہ جائزہ لینے سے قبل مناسب ہو گا کہ ہم موصوف کے حالاتِ زندگی پر ایک مختصر نظر ڈال لیں۔

تعارف اور علمی زندگی

حافظ محمد شارق پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی میں 27 مئی 1991ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کراچی ہی سے حاصل کی۔ جن اساتذہ سے آپ نے بلاواسطہ یا بلواسطہ استفادہ کیا ہے، ان میں سرفہرست مولانا مبشر شاہ صاحب، مولانا تنویر صاحب اور ڈاکٹر عزیز الرحمٰن، مفتی تقی عثمانی صاحب، پیر محمد کرم شاہ ازہری، ڈاکٹر اسرار احمد، محمد مبشر نذیر، جاوید احمد غامدی اور ڈاکٹر حمید اللہ ہیں۔

آپ نے سن 2016ء میں ادارہ تحقیقاتِ مذاہب Center of Interfaith Research کی بنیاد رکھی جس کا بنیادی مقصد بین المذاہب ہم آہنگی اور ادیان ومذاہب کے شعبے میں مطالعہ وتحقیق کا فروغ ہے۔ ویب سائٹ پر درج معلومات کے مطابق یہ ادارہ مذاہب پر تحقیق اور نشر واشاعت کے علاوہ ادیان ومذاہب کے محققین کے لیے ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جہاں انھیں مکمل رہنمائی اور وسائل فراہم کیے جاسکیں۔ ادارے کی آن لائن لائبریری ایک امتیازی حیثیت رکھتی ہے جس پر بہت سی نادر کتب تک رسائی ممکن ہے۔ نیز بین المذاہب ہم آہنگی کا فروغ بھی اس ادارے کے اہم مقاصد میں سے ہے۔ ادارے کے زیر اہتمام کئی تصانیف بھی منظر عام پر آچکی ہیں،

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1222019

جن میں زیادہ تر حافظ محمد شارق اور ڈاکٹر آسیہ رشید کی ہیں۔ موصوف کی اکثر کتب پاکستان سے اور بعض کتب بھارت سے شائع ہوئی ہیں۔ آپ کی تصنیف شدہ کتب میں ہندودھرم اور اسلام کا تقابلی مطالعہ،ہندومت اور اسلام(مشترکہ اقدار اور پیروکاروں کے باہمی تعامل کی تاریخ)، منطقی مغالطے ،اسلام اور شہری حقوق وفرائض شامل ہیں۔ ان کتب کے علاوہ ان کے مقالات وخطبات کا مجموعہ بھی حال ہی میں شایع ہوا ہے جسے محمد شہزاد غفاری نے مرتب کیا ہے۔ بھارت میں شائع ہونے والی کتب میں سرفہرست ''ہندومت کا تفصیلی مطالعہ ، ہندومت تاریخ اور فرقے ، زرتشتیت ایک تعارف ، چین اور جاپان کے مذاہب اور بدھ مت ایک مطالعہ شامل ہیں۔ ان کتب کے علاوہ کچھ چھوٹے رسائل بھی ہیں، جن میں کچھ تو شائع ہو چکے ہیں جبکہ کچھ انٹرنیٹ پر بآسانی دستیاب ہیں۔ اسی طرح کچھ کتب تکمیل کے آخری مراحل میں اور کچھ سنسکرت کتب کے ادھورے تراجم جن میں رگ وید کے بعض حصے، گیتا اور کلکی پران کے ابتدائی ابواب شامل ہیں۔[4]

تفہیمِ ہندومت میں حافظ محمد شارق کا اسلوب:

تفہیم ہندومت کے حوالے سے آپ کی تصانیف میں اہم ترین اور ضخیم کتاب ''ہندومت کا تفصیلی مطالعہ'' ہے۔ جس میں ہندوؤں سے متعلق تمام اہم ترین ابواب شامل ہیں۔ اس کتاب کے بارے میں اگر کہا جائے کہ اس کی حیثیت اردو زبان میں ہندومت پر ایک مستند ترین انسائیکلوپیڈیا کی ہے تو غلط نہ ہو گا۔ اس کے علاوہ تفہیم مذاہب جو آپ کے خطبات و مقالات کا مجموعہ ہے، ان میں بھی ہندومت پر اہم اور منفرد مباحث ملتے ہیں۔ ان کتب میں تفہیمِ ہندومت کے ضمن میں خالص علمی، دعوتی اور تحقیقی اسلوب متعارف کروایا گیا ہے۔ آپ خود اس بات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ:

> ''اس موضوع (ہندومت) پر ایک ایسی کتاب تحریر کرنا ازحد ضروری امر تھا جس میں ان کے عقائد و نظریات،رسم ورواج اور مکمل تفصیل تحقیق واستناد کے ساتھ بیان کردی گئی ہوں۔ بے جا تنقید اور مناظرانہ اسلوب کے بجائے علمی انداز میں اس مذہب کو اس کی اصل صورت میں پیش کیا جائے تاکہ ادیانِ عالم کو پڑھنے اور اس پر تحقیق کرنے والے حضرات تک صحیح اور مستند معلومات پہنچائی جا سکیں۔''[5]

اس کے علاوہ غیر جانبداری کے ساتھ ہندور ہنماؤں کے موٴقف ودلائل کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ ہندومت پر تحقیق کے دوران آپ کے ماخذ ''قرآن وحدیث کے علاوہ تاریخ ،لسانیات، علم الآثار،علوم جدیدہ، ہندومتون مقدسہ اور ہندو مصنفین'' کی آراء رہی ہیں۔ ''ہندومت کا تفصیلی مطالعہ'' کے مشتملات سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ ہندومت پر ضروری مباحث سے متعلق آپ کا مطالعہ سنسکرت زبان پر عبور کے باعث گہرا ہے اور یہی

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1222019

خوبی اس کتاب کی اہمیت کو بڑھا دیتی ہے۔ کتاب کو عمومی طور پر درج ذیل حصّوں اور ابحاث میں تقسیم کیا گیا ہے۔

حصّہ اوّل (ہندومت کی تاریخ)	ہندو مذہب کی تاریخ، قدیم آریائی کلچر، ہندومت کی تشکیل، جین مت اور بدھ مت کا عہد، بدھ مت اور پرانوں کا دور، ہندو مسلم عہد حکومت اور ہندو مذاہب اور دور جدید۔
حصّہ دوم (کتبِ مقدسہ)	کتب مقدسہ: وید (رگ وید، یجر وید، سام وید اور اتھر وید)، رزمیہ ادب (راماین، مہا بھارت، شریمد بھگوت گیتا)، کتبِ قوانین: شاستر اور سوتر، پران اور دیگر اہم کتب۔
حصّہ سوم (عقاید و نظریات)	تصورِ خدا، تصور خدا اور فلسفیانہ تصوّرات، مظاہر پرستی، دیو تاؤں میں انسانی جذبات، عقیدہ بعد الموت اور نجات، ہندومت کا روحانی فلسفہ اخلاق، کائنات اور انسان کے بارے میں تصوّرات۔
حصّہ چہارم (فقہ، قانون اور عملی احکام)	فقہ قانون اور عملی احکام، ہندو دھرم کے قوانین کے ماخذ، نظام حیات، ذات پات، عبادات، خورونوش شادی، تجہیز و تکفین اور دیگر قوانین، عورت کا مقام اور مرتبہ، مذہبی تہورات۔
حصّہ پنجم (فرقے اور تحریکیں)	وشنوازم، گوڈیا ویشنو، شیومت، پشاپت، لنگایت، شکتی بھکت، سمرتی مت، آریا سماج، گاندھی تحریک، برہمو سماج، رام کرشنا مشن، سمپر دیا اور آخر میں حوالہ جات درج کیے گیے ہیں۔

مذکورہ تصنیف کے مندرجات کی روشنی میں محمد شارق کے مطالعہ ہندومت کے اہم مباحث پر ذیل میں روشنی ڈالی جاتی ہے۔

ہندومت عقائد و نظریات:

علم التاریخ میں ہندومت ایک قدیم ترین مذہب تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس مذہب کے عقائد و نظریات مختلف ارتقائی منازل سے گزرے۔ مختلف زمانے میں کئی ایسے عوامل پیدا ہوئے جن کی وجہ سے قدیم ویدک دور اور مابعد کے ادوار کے عقائد و نظریات میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندومت میں عقائد و نظریات کا نظام انتہائی مبہم اور پیچیدہ رہا ہے۔ ہندومت عقائد پر ہندو مفکرین کے علاوہ مسلم محققین و مفکرین نے بھی ہندو متونِ مقدسہ کی روشنی میں منفرد اور علمی انداز میں اپنی آراء بیان کیں ہیں۔ حافظ محمد شارق اس ضمن میں کچھ ایسے اہم مباحث سامنے لاتے ہیں جن سے واقفیت بہت ہی کم پائی جاتی ہے۔

حافظ محمد شارق کے نزدیک ہندو الٰہیات کا ماخذ

ہندو الٰہیات کو سمجھنے کے لیے انہوں نے دو اصولوں کی وضاحت کی ہے۔ جس سے ہندوؤں کے ہاں

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1222019

متعدد دیوی، دیوتاؤں کے پیچھے پوشیدہ حقیقت سامنے آجاتی ہے۔ وہ دو اصول درج ذیل ہیں۔

نِرگُنْ اور سَگُنْ:

نِرگُنْ کی وضاحت راجہ راجیسور نے یوں کی ہے کہ (نِرْ نفی کا) بے گن یعنی بے صفات، بے ہنر، ناداں، بے شعور، خراب، بد جس میں کوئی اچھی خصلت نہ ہو۔ مایا کے تینوں گُن یعنی سَٹ، رَج اور تَمْ سے مبرا[6] ہندوؤں کے مطابق خدا اپنی اصل اور خالص صورت میں ایسا خدا ہوتا ہے جو کہ ہر طرح کے نام وصفات سے ماوراء ہے۔ اس (خدا) کی صورت، صفات اور نام ہر ایک چیز انسانی ذہن سے ماوراء ہوتی ہے۔ اور یہ صورت خدا کی ایسی خالص ہے کہ جس کا کچھ بیان ممکن نہیں ہے۔ خدا کی یہی ناقابل بیان حالت نِرگُن کہلاتی ہے۔ نیز اس حالت کو پرماتما اور برہما Prabrahma بھی کہا جاتا ہے۔ ہندو دھرم میں متعدد دیوتاؤں کے ماننے والے فرقے اپنے مخصوص دیوتا کو ہی اصل خدا مانتے ہیں اور یہ حالت اسی سے منسوب کرتے ہیں۔[7]

سَگُنْ: سگن کے معنی (گُن کے ساتھ) نیک خو۔ خداوند تعالیٰ کا وہ روپ جو ستوہ۔ رج۔ تم تینوں گنوں سے ملے ہوئے ہیں جیسے رام چندر۔ کرشن وغیرہ اوتار۔ واجب الوجود۔[8] یعنی ہندوؤں کے مطابق جب خدا انسانوں کے لیے قابل فہم ہونے کے سبب نام وصفات سے متصف ہوتا ہے اور مختلف صورتوں میں خود کو ظاہر کرتا ہے تو خدا کی ایسی صورت ہندو دھرم میں "سرگُن" کہلاتی ہے۔[9] ہندو الہیات کی ان دونوں صورتوں کو مزید اس طرح سمجھایا گیا ہے:

> "خدا جب وجود کے اعتبار سے تنہا تھا تو وہ اپنی اصل میں نرگن تھا۔ پھر اس نے تخلیق شروع کی تو وہ خالق یعنی برہما قرار پایا، پھر اس نے تخلیق کو ارتقاء کے راستے پر گامزن کیا اور اس کی نگہبانی کی تو وہ وشنو قرار پایا اور جب وہ اس تخلیق کو فنا کر دیتا ہے تو شیو قرار دیا جاتا ہے۔ یعنی اصل ایشور ایک ہی ہے، لیکن اس کی ہستی سے مختلف صفات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ صفات کے ظہور ہونے کے بعد کی حالت کو سرگن کہتے ہیں۔ گو کہ پران، مہابھارت کے بعض حصّے اور دیگر فرقہ وارانہ لٹریچر میں ہمیں ان برہما، وشنو اور شیو جو اصلاً خدائے واحد کی صفات تھیں، ان کے باہم مخاصمت نظر آتی ہے لیکن گیتا، اپنشد اور کئی اہم کتب اسی وحدانیت کی تعلیم دیتی ہے جسے ہندو خواص معرفتِ الٰہی کا نام دیتے ہیں۔"[10]

اس حقیقت کی تصدیق خود رگ وید کے اس شلوک سے بھی ہو جاتی ہے:

> "اندر، متر، ورن، گرو، یم، وایو، ماتر، یشواو غیرہ تمام ایک ہی طاقت کے مختلف نام ہیں۔ اہل بصیرت اور اہل علم نے ایشور کو صفات کی بنیاد پر مختلف ناموں سے پکارا ہے۔"[11]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1222019

رگ وید کا یہ شلوک قرآن مجید کی سورۂ طہٰ کی آیت سے مشابہت رکھتی ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اللّٰہُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ[12] یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اسی کے لیے اچھے اچھے نام ہیں۔

لہٰذا اگر ہندوؤں کا یہ نظام الٰہیات سامنے رکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ ایک ہندو جب اپنے کسی بھی دیوتا کو پکارتا ہے تو در حقیقت اس کا مقصد حقیقی معبود کو ہی پکارنا ہوتا ہے۔ وہ مختلف دیوتاؤں، بتوں کے آگے جب جھکتا ہے تو مقصود ایک ایشور کی ہی توحید ہوتی ہے۔[13]

تاہم اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہر مذہب میں دو قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں (۱) خواص اور (۲) عوام۔ اور ان دونوں قسم کے لوگوں کے افکار و نظریات، مشاہدات اور فرائض و واجبات میں ان کی حیثیت کے مطابق غیر معمولی فرق پایا جاتا ہے۔ عوام سطحی ذہنیت کے مالک ہوتے ہیں صرف فروعات اور حسّی چیزوں پر ہی قناعت کرتے ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس خواص کا رجحان معقولات کی طرف ہوتا ہے۔[14] اور کسی اصول کی تحقیق کے بغیر تقلید نہیں کرتے۔ لہٰذا ہندوازم میں یہ دونوں طبقے موجود ہیں اور دیگر معاملات کی طرح خدا کے تصور میں بھی ان کے درمیان کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔

ہندومت میں لگ بھگ تینتیس کروڑ دیوتا مانے جاتے ہیں، یہ دیوتا مظاہر فطرت اور مختلف شخصیات سے منسوب ہیں۔ دیوتاؤں کی اس کثرت کے بارے میں حافظ صاحب کا خیال ہے کہ جس طرح بائیبل میں بزرگوں اور پیغمبروں کو خداوند، خدا کا بیٹا کہا گیا ہے، اسی طرح ہندو لٹریچر میں بھی دیوتا بہت سے لوگوں کے لیے استعمال ہوا ہے، جس کا اطلاق والدین، شوہر، بادشاہ، استاد، حکماء، بزرگ اور ہر صاحب تقدیس ہستی پر کیا جاتا ہے۔[15] چنانچہ کچھ حقیقتاً ہندوؤں کے اجداد تھے جنھیں دیوتا بنا کر پوجا جاتا ہے، کچھ مظاہر فطرت اور کچھ خدا اور فرشتوں کے نام تھے۔ تاہم ان تمام دیوتاؤں کو تین دیوتاؤں میں ضم سمجھا جاتا ہے۔ اس عقیدے کو ہندوؤں کے ہاں تری مورتی کہا جاتا ہے۔ حافظ محمد شارق تری مورتی یعنی ہنود کے عقیدہ تثلیث Trinity کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

> "ہندومت کے تصور خدا میں تری مورتی کا تصور نہایت اہم ہے۔ اس کی رو سے حقیقی خدا یا دیوتا تین ہیں۔ باقی تمام خدا، دیوتا و دیویاں انہی کے ماتحت ہیں۔ ان میں سے ایک خالق، ایک نگہبان اور ایک تباہ و برباد کرنے والا ہے۔ گویا ہندوؤں نے تین کاموں کے لیے تین الگ الگ خدا متعین کر دیے۔ ان تین خداؤں کے نام برہما، وشنو اور شیو ہے۔"[16]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1222019

ہندو بت پرستی

جہاں تک بت پرستی کا تعلق ہے تو محمد شارق کے مطابق اس کا آغاز ہندوؤں میں ویدک دور کے بہت بعد تقریباً دوسری صدی قبل مسیح میں ہوا اور حافظ صاحب اس بارے میں بتاتے ہیں، یہ بت پرستی دراصل تمثیلی انداز میں اپنے تصور خدا کا اظہار تھا۔ حافظ صاحب لکھتے ہیں:

> "تمثیل کو تشکیل دینے والوں نے کبھی انھیں حقیقی معنوں میں نہیں لیا، نہ ہی معروضی معنوں میں ان کے عقائد کا اظہار تھا، بلکہ یہ ابلاغ کا موثر ترین ذریعہ تھا۔ مثال کے طور پر قدیم غاروں میں ملنے والے نقوش میں شکاری اور قبیلے کے سربراہ کے چہرے پر پرندے کا نقاب دکھایا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ان کے ڈھڑوں پر پرندوں کا سر تھا، بلکہ پرندے کا چہرہ ان کے تخیل اور افکار کی پرواز کی نمائندگی کرتا ہے"۔[17]

ایک اور مقام پر اس بارے میں حافظ صاحب یہ وضاحت بھی کرتے ہیں کہ یہ تمثیل سازی بہرحال گمراہی کا ذریعہ اور شرک ہے۔ قدیم دور میں ہندوؤں کے مذہبی رہنماؤں نے جس طرح عوام الناس کو چھوت چھات کے ذریعے جس طرح مذہبی تعلیمات سے دور رکھا، اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ مذہب تحریف کا شکار ہو۔ وہ لکھتے ہیں:

> "اس کا لازمی نتیجہ عوام کی حق سے دوری اور شرک کے مرض میں مبتلاء ہونا تھا۔ نیز انھوں نے ویدوں کی من مانی شروح بھی لکھیں، الفاظوں کو من مانے معنی دیے اور ویدوں کے وہ منتر جو توحید الٰہی ثابت کرتے تھے، ان کا سیاق وسباق بدل کر انھیں شرک سے زنگ آلودہ کر دیا۔ وید یا دیگر اہم کتابوں میں جو الفاظ اپنے مفہوم کو بیان کرنے کے لیے تھے، کج فہم مذہبی طبقے نے ان کے ظاہری معنی لیے اور اسی کو عقیدے کی حیثیت سے پیش کیا۔ مثلاً گیتا میں جہاں برہما کو وشوتومکھم بتایا گیا تو اس کی مورتی چار چہرے والی بنادی گئی۔ حالانکہ اس کا مفہوم وہی تھا جو قرآن میں وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّواْ فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ إِنَّ اللهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ کے الفاظ سے بتایا گیا ہے کہ اور مشرق اور مغرب سب اللہ ہی کا ہے۔ تو جدھر تم رخ کرو۔ ادھر اللہ کی ذات ہے۔ بے شک اللہ صاحبِ وسعت اور باخبر ہے۔ آخری اور اہم ترین وجہ زبان کا غلط ترجمہ اور ترجمانی ہے۔ وید کا بیشتر حصہ تمثیلی زبان میں بیان کیا گیا ہے؛ اس لیے اس کا صحیح ترجمہ کرنا انتہائی مشکل ہے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1222019

ان سب وجوہات کو دیکھیں تو یہ سارا منظر سامنے آجاتا ہے کہ کس طرح اصنام شکن پیغمبروں[18] کی اولاد (اور امّت) اصنام پرستی میں مبتلا ہوگئی۔ کس طرح آسمانی ہدایت تحریف، توہم پرستی اور جہالت کی نذر ہوگئی۔"[19]

خدا کی ذات سے متعلق ہندو فلسفیانہ تصوّرات

حافظ محمد شارق نے اپنی تصنیف میں ہندوؤں میں خدا کی ذات سے متعلق فلسفیانہ تصوّرات پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ اس حوالے سے انھوں نے دویت واد، ادویت واد، سانکھیہ اور وشست ادویت کا خصوصی ذکر کیا ہے، تاہم ان میں مقبول ترین نظریہ ادویت واد یعنی ہمہ اوست کا تصور ہے۔

ادویت واد/مایاواد Pantheism

سنسکرت زبان کے لفظ "ادویت" سے مراد ہمہ اوست ہے۔ اس عقیدے کے مطابق خدا کوئی الگ وجود نہیں رکھتا بلکہ وہی سب کچھ ہے۔ وہ (خدا) بیک وقت تمام کائنات میں سمایا ہوا ہے۔ اس عقیدے کی رو سے ایک ہندو کے لیے سورج، چاند، جمادات، نباتات، حیوان اور انسان سبھی خدا ہیں اور مظاہر فطرت خدا کا مظہر ہے۔[20] اس عقیدے کا اظہار بھگود گیتا میں ان الفاظ میں ہوا ہے:

"مجھ سے اعلیٰ و مطلق چیز کوئی دوسری نہیں ہے۔ یہ سارا عالم موتیوں کی مالا کی طرح مجھ سے گتھا (لپٹا) ہوا ہے۔ کہ میں پانی میں بہاؤ ہوں۔ انسان میں طاقت ہوں۔ شمس و قمر میں روشنی ہوں۔ ویدوں میں اوم کار (مقدس کلمہ) ہوں۔ آسمان میں آواز اور انسانوں میں ان کی مردانگی ہوں۔ زمین کی پاک مہک ہوں۔ آگ میں جلال ہوں۔ سب جانداروں میں ان کی زندگی ہوں۔ میں ریاضت کشوں میں ان کی ریاضت ہوں۔ اے ارجن! تو ہر وجود کا سرچشمہ مجھے ہی جان۔ میں عقلمندوں کی عقل ہوں، جلالی حضرات کا جلال ہوں۔"[21]

یہاں یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ عقیدہ ہمہ اوست کی دوسری وجہ عقیدہ اوتار بھی ہے۔ ہندوؤں کے نزدیک جب خدا کی ذات کسی چیز میں حلول کرکے اس کی صورت میں زمین پر آتا ہے تو اس لیے وہ چیز بھی ان کے لیے قابل تعظیم بن جاتی ہے۔ اسی وجہ سے ہندو بندر، ہاتھی، سانپ، گائے، انسانی جسم، آگ وغیرہ جیسی چیزوں کی تعظیم کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کی نظر میں خدا کی روح ان میں موجود ہوتی ہے۔ اس طرح ادویت واد کے اسی تصور کی بنا پر انسان کا منتہائے کمال اور نجات کا مفہوم یہی اخذ کیا جاتا ہے کہ انسان کی روح برہما (خدا) کی ذات میں ضم ہوجاتی ہے۔[22] حافظ محمد شارق لکھتے ہیں:

"محققین کے نزدیک یہ عقیدہ خالصتاً شنکر اچاریہ نے ہندوؤں کے ہاں پیش کیا تھا،

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1222019

ورنہ یہ عقیدہ گیتا یا اپنشد میں بیان نہیں ہوا۔ بلکہ ان میں خدا کے مظاہر اور اس کی وحدانیت بیان ہوئی ہے نہ کہ ہمہ اوست کا تصور۔ یہ بات درست ہے کہ ہندوؤں کے ہاں یہ تصور اس قدر واضح طور پر شنکر اچاریہ سے پہلے کبھی پیش نہیں کیا گیا۔ شنکر اچاریہ نے ویدانت سوتر، گیتا اور اُپنشد کی بھاشیہ یعنی شروحات لکھیں اور اس نظریے کو اپنے دلائل کے ساتھ بیان کیا۔ اپنے اس نظریے کے پرچار کے لیے انھوں نے دوسرے مکاتب فکر کے پنڈت وغیرہ سے مباحثے ومناظرے بھی کیے جس میں وہ کافی کامیاب رہے۔"[23]

رسالت یا اوتار کا تصور:

ہندومت میں عقیدہ اوتار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اس عقیدے کے مطابق لوگوں کی مدد، دھرم کے قیام اور ادھرم یعنی برائی کے خاتمہ کے لیے خدا الباس بشری وحیوانی (کسی بھی صورت) میں حلول کر کے دنیا میں آتا ہے۔ حافظ محمد شارق لکھتے ہیں کہ:

"اوتار کی سب سے نمایاں مثال راماین اور گیتا کے مرکزی کردار رام اور کرشن ہیں۔ مشہور صوفی شاعر تلسی داس(1497-1623) نے رام کو خدا کے اوتار کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور موہن داس گاندھی(d. 1949) نے اپنی گیتا کی تشریح میں کرشن کو خدا کا اوتار بتایا ہے۔ ہندو دھرم کا یہ اہم ترین عقیدہ ویدوں میں صراحتاً کہیں نہیں ملتا البتہ پر ان میں اس کا تفصیلی ذکر ملتا ہے۔ لفظ اوتار ہمیں گیتا میں بھی نہیں ملتا۔"[24]

تاہم عام طور پر ہندو اپنے اس عقیدے کی تصدیق گیتا کی اس مشہور شلوک سے کرتے ہیں۔

"جب بھی بھلائیاں کم ہو کر گناہ بہت بڑھ جاتے ہیں، تب میں خود ظاہر ہوتا ہوں۔ نیک (لوگوں) کی حفاظت اور برائی کا خاتمہ کرنے کے لیے۔ نیکی کے قیام کے لیے ہر عہد کے بعد میں خود کو ظاہر کرتا ہوں۔"[25]

خط کشیدہ الفاظ کی وضاحت محمد شارق کہتے ہیں کہ:

"یہاں خط کشیدہ الفاظ کے لیے سنسکرت میں "سرجامی اہم" کے الفاظ ہیں۔ اہم متکلم صیغہ ہے جو کسی فعل کو خود سے انجام دینے کے لیے استعمال ہوتا ہے جبکہ سرج کے معنی ظاہر کرنے یا پیدا کرنے کے ہیں۔ اس طرح اس کا ایک اور ترجمہ "میں خود کو

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1222019

پیدا کرتا ہوں" بھی ہو سکتا ہے، لیکن بالعموم عقیدہ اوتار کی دلیل کے لیے یہاں دوسرے معنی یعنی "خود کو ظاہر کرتا ہوں" لیے جاتے ہیں۔"[26]

یہ واضح رہے کہ اوتار کی حقیقت خود حافظ محمد شارق کے نزدیک بھی تصور رسالت ہی ہے۔ بھگود گیتا کی مذکورہ اشلوک کی تشریح وہ اس انداز میں کرتے ہیں:

> اس اشلوک کا سیدھا سادہ مفہوم یہی ہے کہ جب جب دنیا سے خدا کا نام مٹنے لگتا ہے، لوگ دین الٰہی کو بھول کر مخلوق پرستی میں مبتلاء ہو جاتے ہیں اور اصل خدا کی ہستی کو اپنی زندگی سے نکال دیتے ہیں تب اوتار یعنی پیغمبروں کے ذریعے خود کو دوبارہ دنیا میں ظاہر کرتا ہے۔ ,Prophetsرشی ، اوتار یا پیغمبر دراصل خدا کے بندے تھے جنھیں انسانیت کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا۔ اور پیغام کی بنیاد یہی کہ ایک خدا کے علاوہ کسی کی پوجا نہیں کرنی۔[27]

اوتار کی اقسام:

موصوف اپنی تصنیف میں ہندوؤں میں رائج شدہ اس عقیدے کی مزید وضاحت کے لیے اوتار کی اقسام پر روشنی ڈالتے ہیں کہ ہندو مت میں اوتار کو بنیادی طور پر درج ذیل تین اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ نیز اس تقسیم کا ذکر ان کی کتاب "گرگا سہتا" میں ملتی ہے۔

1۔ **پورنا اوتار:** یہ مکمل وکامل اوتار ہے یعنی برہما، وشنو یا شیو میں سے کوئی خدا مکمل شخصیت کے ساتھ اوتار لے۔

2۔ **امسا اوتار:** جزئی اوتار، یعنی خدا کا کوئی جز اوتار کی صورت لے۔ یا خدا کی اولاد ہو۔

3۔ **اَویشا اوتار:** عارضی طور پر خدا کی کوئی صفت کسی میں حلول کر جائے۔ اصلاً یہی وہ تصور ہے جس نے دیوتاؤں میں اضافہ کیا ہے۔[28]

علاوہ ازیں اوتار سے متعلق ہندو یہ عقلی دلیل پیش کرتے ہیں کہ جس طرح ایک اعلیٰ عہدے پر فائز شخص اپنے بچے کی خواہش پر گھوڑا بن کر جھک جاتا ہے۔ لیکن اس خواہش کے پورا کرنے اور جھکنے سے اس کی عزت وعہدے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ بالکل اسی طرح بھگوان یا ایشور کا اپنے بھگتوں (پیروکاروں، معتقدین) کے لیے کسی روپ میں حلول کر کے زمین پر آنا اس (بھگوان، ایشور) کے مقام و مرتبہ کو اثر انداز نہیں کرتا۔

اس کے برعکس آریہ سماج چونکہ اسلامی تعلیمات سے متاثر ہے تو اس فرقے سے تعلق رکھنے والے عقیدہ اوتار کا شدید مخالفت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جو لوگ عقیدہ اوتار کے قائل ہیں وہ دراصل وید کی تعلیمات کا

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1222019

درست فہم نہیں رکھتے، جس کی وجہ سے انھوں نے اوتار کا تصور ایجاد کر لیا ہے۔ اور مانعین یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ بچے کی خواہش واصرار پر کوئی انسان حقیقت میں گھوڑے کا روپ نہیں دھار لیتا۔ تو پھر کیسے ممکن ہے کہ بھگتوں کی خواہش پر خدا بشری یا حیوانی روپ دھار لے؟ اور انسان کی طرح مکمل زندگی گزار کر جنگ کرے۔ بلکہ یہی کافی ہے کہ کسی نیک انسان کو صحیفۂ ہدایت دیا جائے۔[29]

عقیدہ موت وبعد الموت

حافظ محمد شارق ہندومت سے متعلق ایک دلچسپ حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ موت ایسی اٹل حقیقت ہے جس سے کسی صاحب عقل کو انکار نہیں ہے۔ دیگر مذاہب کی طرح ہندومت میں بھی روح قبض کرنے والی ایک مقدس ہستی یا دیوتا کا تصور ملتا ہے جس کو **"یم راج"** (**یعنی ملک الموت**) کہا جاتا ہے۔ جو خدا کے حکم سے آتا ہے اور روح قبض کر کے دوسرے جہاں میں لے جاتا ہے۔ ہندو کتب مقدسہ موت کی کیفیت بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ تاہم اپنشد میں ایک مکالمہ ایک رشی نچکیتا اور یم راج کے مابین مذکور ہے جس میں رشی یم راج سے موت کی حقیقت دریافت کرتے ہیں لیکن یم راج اس (موت) کے بارے میں کچھ نہیں بتاتے۔ البتہ ویدوں کے مطالعہ سے اتنی حقیقت واضح ہوتی ہے کہ موت ایک خوفناک امر کا نام ہے جس سے رشی (مقدس ہستیاں) بھی پناہ مانگتے ہیں۔ روح کے جسم سے نکلنے (خارج) کے ایک سو ایک طریقے ہیں جس میں ایک راستہ نجات کا ہے باقی موت ہے۔[30]

ہندومت کا عقیدہ تصور نجات اور عقیدہ تناسخ:

ہندوؤں کے ہاں نجات[31] کے لیے سنسکرت الفاظ "مکتی اور موکش" مستعمل ہوتے ہیں جس کے معنی چھوٹنے کے ہیں۔ ان کے اس عقیدے کے مطابق انسانی روح خدا کی ذات سے نکلی ہے۔ اس لیے انسان کی زندگی کا مقصد بھی یہی ہے کہ روح واپس اپنی اصل منبع یعنی خدا (برہما یا پرماتما) کی ذات میں ضم ہو جائے۔ اس طرح ضم ہونے کو "برہم لوک" بھی کہا جاتا ہے۔ محمد شارق تصور نجات کے ایک اہم جہت پر روشنی ڈالتے ہیں کہ:

> "اس عقیدے میں ایک ضمنی لیکن اہم بات یہ ہے کہ خدا کی ذات پاک ہے، اس لیے انسانی روح اس میں تب تک ضم نہیں ہوتی جب تک کہ وہ گناہوں سے پاک نہ ہو جائے۔ اسی پاکیزگی کے حصول کے لیے روح کو دنیا میں تب تک بار بار جنم لینا ہوتا ہے جب تک کہ یہ اپنے اعمال کا صلہ مختلف صورتوں میں بھگت کر پاک نہ ہو جائے اور سمسارہ یعنی بار بار پیدا ہونے کے چکر سے نجات نہ پالے۔ اس عقیدے کو "تناسخ یا آواگون" کہتے ہیں۔"[32]

عقیدہ تناسخ کم وبیش ہندوؤں کا متفقہ عقیدہ ہے۔ تناسخ کو سنسکرت زبان میں آواگون کہا جاتا ہے۔ اس

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1222019

کے مطابق اپنے پچھلے کرم یعنی گناہوں کے باعث بار بار جنم لینا ہے۔ ہندو اسے "کرم" بھی کہتے ہیں۔ نیز کرم اپنے مراحل کے اعتبار سے درج ذیل تین اقسام پر منقسم ہے۔

- **کرم کی پہلی قسم** وہ ہے جو موجودہ زندگی میں ہمارے ارادہ واختیار سے باہر ہوتا ہے۔ مثلاً کہ روح کون سا جسم اختیار کرتی ہے؟ کیونکہ روح کا کوئی جسم اختیار کرنا گزشتہ جنم میں سرزد ہونے والے اعمال کے نتیجے پر ہے۔ اور یہ ناقابل تبدیل ہیں۔
- **کرم کی دوسری قسم** وہ ہے جو ہمارے رجحانات اور مختلف قسم کی دلچسپیوں پر منحصر ہوتا ہے۔ ماحول اور ذاتی نشوونما کی بدولت اس میں تبدیلی ممکن ہے۔
- **تیسری قسم کا کرم** وہ ہے جو ہماری موجودہ زندگی کے مستقبل کے حالات کا تعین کرتا ہے۔ جسے عام معنوں میں مکافاتِ عمل بھی کہتے ہیں۔

اعمال کی جزاء وسزا سے متعلق ہندوؤں کا عقیدہ اسی نظریہ تناسخ کے گرد گھومتا ہے۔ ان کے مطابق حیوانات، نباتات، معذور اور غریب وغیرہ سب اپنے پہلے جنم میں غموں سے آزاد تھے، لیکن اپنے برے اعمال کی وجہ سے موجودہ جنم میں یہ صورت اختیار کی ہے۔ بالکل اسی طرح نیک اور خوشحال لوگ اپنے پچھلے جنم میں اچھے اعمال کی وجہ سے اچھی حالت میں ہیں۔ عقیدہ تناسخ پر حافظ محمد شارق تفصیلی بحث کرتے ہوئے قائلین ومانعین کے دلائل بھی پیش کرتے ہیں۔ آپ رشی پتنجلی کی کتاب یوگ شاستر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

> "تمام جانداروں کو پیدا ہونے کے وقت سے ہی برابر مرنے کا خوف لگا رہتا ہے۔ جس سے اگلے اور پچھلے جنم کا ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ کیڑا بھی پیدا ہوتے ہی مرنے سے خوف کھاتا ہے عالموں کو بھی یہی خوف دامن گیر ہے۔ پس ثابت ہوتا ہے کہ جیو کئی جنم پاتا ہے اگر گذشتہ جنم میں مرنے کا تجربہ نہ ہوا ہوتا تو اس کا کوئی اثر یا خیال نہیں رہنا چاہیے تھا اور اثر یا خیال کے بغیر یاداشت بھی نہیں ہوتی۔ پھر پچھلی یاد کے بغیر مرنے سے کیوں خوف لگتا ہے؟ اس لیے ہر جاندار میں خوف مرگ کے دیکھنے سے اگلے اور پچھلے جنموں کا ہونا ثابت ہے۔"[33]

اس بارے میں مخالفین کہتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ مرنے کا خوف اس بنا پر ہے کہ انسان پہلے بھی مرچکا ہو۔ اونچائی سے گر کر مرنے، سمندر میں ڈوب کر مرنے اور اس طرح کے کئی فطری خوف لوگوں میں ہوتے ہیں ان سے نتیجہ اخذ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ کبھی ان حادثات سے دوچار ہوئے ہوں۔ اس کے علاوہ موت کا ڈر ہمیشہ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1222019

کے لیے ختم ہو جانے کی وجہ سے ہے نہ کہ پچھلے جنم میں موت واقع ہونے کی وجہ اسے اگر ایسا ہو تا تو پھر موت کا خوف رہتا ہی نہیں کہ پھر پیدا ہو جائیں گے کون سا ہمیشہ کے لیے مر رہے۔[34]

سورگ:

ہندوؤں کے مطابق سورگ سے مراد ایسی جگہ ہے جہاں نیک اعمال کرنے والوں کو ان کے اعمال کی جزاء دی جائے گی۔ ہندو کتب مقدسہ وید، اپنشد، گیتا اور منوشاستر میں واضح طور پر سورگ کا تصور ملتا ہے۔ محمد شارق سورگ کی تفصیلات بتاتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

> ''اتھر وید میں کئی مقامات پر سورگ کے لیے سُکرِ تسیہ، سکر تام، دیویا کم وغیرہ بھی استعمال ہوئے ہیں۔ البتہ ویدوں میں بیشتر مقامات پر جہاں سورگ کا ذکر ہے، اس سے پہلے لفظ 'لوک' آیا ہے جس کے معنی مقام یا جہان ہے۔ یعنی یہ کسی دوسرے جہان کا ذکر ہے جہاں تمام خواہشات پوری کی جائیں گی اور انسان دلعزیز زندگی گزارے گا۔ اس سے یہ بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ ویدوں کے مطابق سورگ یعنی جنت اس دنیا سے الگ کوئی دوسری جگہ ہے۔ ویدوں کے علاوہ دیگر صحائف میں سورگ کے لیے اخذ کردہ محاورے مثلاً سورگ میں جانا، داخل ہونا، نکلنا وغیرہ بھی اس امر کی تائید کرتے ہیں کہ سورگ ایک خاص مقام کا نام ہے۔ البتہ وہ مقام کہاں ہے؟ اس بارے میں ہمیں یہ جاننا ضروری ہے کہ ویدوں کے مطابق کائنات میں کل تین جہان ہیں۔ اول یہ دنیا جہاں ہم رہ رہے ہیں یعنی زمین، دوم خلا جسے انترکش کہا گیا ہے اور سوم آسمان ہے جہاں برہما رہتا ہے۔''[35]

اس کے علاوہ سورگ کے منظر کے متعلق رقمطراز ہے کہ ویدوں میں ایسے منتر مذکور ہیں جو سورگ میں شہد، دودھ، مکھن اور شراب کی نہروں کے ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ ویدک سورگ میں خوبصورت خواتین کا بھی تذکرہ ملتا ہے جن سے مرد حضرات شادی کریں گے۔ ان خواتین کے لیے ہندی زبان میں ''اپسرا'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔[36] مہابھارت کے ایک منتر کے مطابق:

> ''ہزاروں اپسرائیں (خوبصورت خواتین) اس کے لیے جو جنگ میں مارا جاتا ہے، دوڑ کر یہ کہتی ہوئیں آتیں ہیں کہ آپ میرے خاوند بن جائیں۔''[37]

اسی طرح ویدوں میں سورگ کے باب میں ایک دوسری اصطلاح ''گندھرو'' مذکور ملتی ہے جس کے معنی جنتی گلوکار کے ہیں۔ یہ ایک نورانی مخلوق ہوتی ہے جو کہ اہل سورگ کے لیے گانا بجانا اور رقص کریں گے۔ تاہم

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1222019

ہندوؤں کا یہ تصور کسی حد تک مسلمانوں کے تصور "غلمان" سے مشابہت رکھتا ہے۔ لیکن دین اسلام میں غلمان سے متعلق موسیقی وغیرہ کی کوئی تفصیل نہیں ملتی بلکہ یہ بیان ہوا ہے کہ وہ اہل جنت کے خدمت گار ہوں گے جو برق رفتاری سے اپنے مالک کے حکم کے مطابق احکام کی بجا آوری کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہندوؤں میں سورگ کے روحانی اور جسمانی ہونے سے متعلق اہم مباحث موجود ہیں اور اس سلسلے میں ان کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔ جیسے آریہ سماج کے عقیدے کے مطابق سورگ کہیں اور نہیں بلکہ اسی دنیا میں لطف وراحت کے حصول کا نام ہے۔ جبکہ ویدوں میں مذکور منتروں کے مطابق سورگ دنیا سے الگ آسمانی حصّے میں واقع ہے۔[38]

نرگ:

ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق برے اعمال کرنے والوں کے لیے بطور سزا ایک جگہ مقرر کی گئی ہے جو کہ "نرک" کہلاتی ہے۔ محمد شارق مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> "وید اور اپنشد میں برے اعمال کے انجام اور دھرم کے مخالفوں کے متعلق جو دعائیں ملتی ہیں اس میں نرک کا تصور بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کئی منتروں میں ایسے لوک یعنی جہان کے بارے میں بتایا گیا ہے جہاں بدکاروں اور دھرم کے دشمنوں کو سخت سزا دی جائے گی۔ منو دھرم شاستر کے چوتھے باب کے شلوک 90-87 میں نرک کے اکیس طبقات کا ذکر ہے۔ وشنو پران کتاب دوئم کے چھٹے باب میں نرک کے اٹھائیس طبقات کا نام ہے۔ کہنے کو تو وید، پران اور منو دھرم شاستر میں جتنے نام آئے ہیں ان کی تعداد بہت ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ درحقیقت یہ سات طبقات ہیں، باقی تمام نام مترادف ہیں اور ان سب کا مقصد گناہگاروں کو سزا دینا ہے۔"[39]

بنابریں حافظ محمد شارق کی یہ تصنیف ہندومت کے اہم ابحاث پر مشتمل ایک کامل وجامع کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ نیز اس تصنیف میں کئی نئے ابحاث جیسے تاریخ، کتب کی تقسیم وترتیب کے استعمال شدہ اصطلاحات کی وضاحت، ہندوؤں میں علم القرآت کے اصول، ویدوں کی تلاوت کے احکامات وغیرہ کو شامل کیا گیا ہے۔ جو اس تصنیف کی اہمیت میں مزید اضافے کا سبب بنتا ہے۔

نتائج بحث:

کسی بھی مذہب پر تحقیق کا صحیح حق اس وقت ادا ہوتا ہے کہ جب اس مذہب کے اہم مباحث کا مطالعہ غیر جانبداری سے کیا جائے۔ اسی طرح ان میں رائج شدہ عقائد و نظریات، فقہی قوانین اور امور ریاست وغیرہ سے واقفیت حاصل کرنے اور مذہبی لٹریچر سے استفادہ کرنے کی غرض سے اس مذہب کا زبان سیکھنا نہایت ضروری

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1222019

ہے۔حافظ محمد شارق کی تصنیف کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ابتدا میں ہندومت ایک توحیدی مذہب تھا۔الہامی مذاہب کی طرح ہندومت میں بھی توحید،رسالت(اوتار) اور آخرت(جنت وجہنم) کا تصور مرور زمانہ کے باعث بگڑی ہوئی صورت میں موجود ہیں۔ارتقائی مراحل سے گزرتے ہوئے اور مختلف تہذیبوں کے اختلاط کے باعث بت پرستی میں مبتلا ہوئے۔تاہم ہندومتون مقدسہ میں توحید،رسالت اور آخرت سے متعلق دھندلا تصور اب بھی موجود ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ان تعلیمات کی تشریح وتوضیح علمی و تحقیقی بنیادوں پر کی جائے۔

حواشی وحوالہ جات

---

[1]. آسیہ رشید،(ڈاکٹر)،شارق،محمد(حافظ)،مطالعہ مذاہب عالم،ادارہ تحقیقات مذاہب،کراچی،2016ء،ص23۔

[2]. سورۃ النحل:۱۲۵۔

[3]. آسیہ رشید(ڈاکٹر)،شارق،محمد(حافظ)،مطالعہ مذاہب عالم،ص۱۹

[4]. http://www.mazahib.org/?p=1380(5,6,2017)

[5]. محمد شارق(حافظ)،ہندومت کا تفصیلی مطالعہ،کتاب محل،ادارہ تحقیقات مذاہب،کراچی،۲۰۱۷ء،ص ۲۴

[6]. اصغر،راجہ راجیسور راؤ،ہندی اردو لغت،اضافہ ومقدمہ:نقوی،سید قدورت،فضلی سنز(پرائیوٹ لمیٹڈ)،انجمن ترقی اُردو بازار،کراچی،پاکستان،۱۹۹۷،ص۴۹۵۔

[7]. محمد شارق،ہندومت کا تفصیلی مطالعہ،ص۱۸۱

[8]. اصغر،راجہ راجیسور راؤ،ہندی اردو لغت،اضافہ ومقدمہ: نقوی،سید قدورت،ص ۳۷۱

[9]. محمد شارق،ہندومت کا تفصیلی مطالعہ،ص۱۸۲

[10]. نفس مصدر

[11]. رگ وید۔منڈل ۱۰۔ سکت 5۔ منتر ۱۱۴

[12]. سورۃ طہٰ: ۸

[13]. محمد شارق،ہندومت کا تفصیلی مطالعہ،ص۱۸۵

[14]. البیرونی،ابوریحان،کتاب الہند،مترجم: سید اصغر علی،انجمن ترقی اردو(ہند)،دہلی،۱۹۴۲ء،ص ۳۴

[15]. محمد شارق،ہندومت کا تفصیلی مطالعہ،ص۱۸۵

[16]. نفس مصدر،ص185,186

[17]. محمد شارق،تفہیم مذاہب،مرتب: فیصل شہزاد غفاری،ص85

[18]. یہاں پیغمبروں سے مراد مصنف کے نزدیک سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد اور سیدنا نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

[19]. محمد شارق،ہندومت اور اسلام،دارالمصحف،لاہور،2015،ص113

[20]. نفس مصدر،ص193

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1222019

21. بھگود گیتا۔ ادھیائے 7۔ منتر 11-8

22. محمد شارق، ہندومت کا تفصیلی مطالعہ، ص194

23. نفس مصدر، ص194,195

24. نفس مصدر، ص188

25. شری مد بھگود گیتا۔ باب 4۔ منتر 7

26. محمد شارق، ہندومت کا تفصیلی مطالعہ، ص189

27. محمد شارق، تفہیم مذاہب، مرتب: فیصل شہزاد غفاری، ص67-66

28. نفس مصدر، ص191

29. نفس مصدر، ص192

30. نفس مصدر، ص215,216,217

31. ہندوؤں کے ہاں انسانی نجات کا مقصد یہی ہے کہ انسان کی ذات خدا کی ذات کا حصّہ بن جائے۔ یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس طرح ممکن ہے کہ انسان خدا کی ذات میں ضم ہو جائے؟ اور نجات حاصل کرلے؟ اس سلسلے میں ہندو فلسفے میں نجات کے مختلف طریقے بتائے ہیں جو کہ ان کے ہاں "یوگ" کہلاتے ہیں۔ یوگ بنیادی طور پر بھگود گیتا میں بیان کردہ تین راستے ہیں جو کہ یوگا اور مارگ بھی کہلائے جاتے ہیں۔ یہ تینوں طریقے (۱) کرم یوگ "راہ عمل" (۲) گیان یوگ "راہ علم"، اور (۳) بھکتی یوگ "راہِ عشق" کہلاتے ہیں۔ (دیکھیں: چیمہ، غلام رسول، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، چوہدری غلام رسول اینڈ سنز پبلیشرز، الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور، ص185-180)

32. نفس مصدر، ص218

33. یوگ شاستر: باب 1۔ پاد 2۔ شلوک 9

34. محمد شارق، ہندومت کا تفصیلی مطالعہ، ص222

35. نفس مصدر، ص232

36. نفس مصدر، 234

37. مہابھارت۔ ادھیائے 21۔ منتر 3667

38. محمد شارق، ہندومت کا تفصیلی مطالعہ، ص235 تا 237

39. نفس مصدر، ص238

@ 2017 by the author, Licensee University of Chitral, Journal of Religious Studies. This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).